Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۲/۷۷ سوموار - ۲۳ شوال ۱۴۱۲ھ - ۲۷ شہادت ۱۳۷۱ ہش - ۲۷ اپریل ۱۹۹۲ء نمبر ۹۷

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کیلئے خصوصی درخواست دعا

ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی عام صحت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن کمزوری بہت ہے۔
احباب محترم صاحبزادہ صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری عبدالوحید صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب لاہور کو مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور اقدس نے نومولودہ کا نام فوزیہ وحید عطا فرمایا ہے۔ عزیزہ مکرم چوہدری ناصر احمد ندیم صاحب کارکن وکالت مال ثانی ربوہ کی نواسی اور مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ زراعت ماسٹر ربوہ کی پڑپوتی ہے۔ احباب عزیزہ کی درازی عمر اور نیک و خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں۔ جو بظاہر دعا بھی کرتے ہیں مگر اس کے فیوض اور ثمرات سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آداب الدعا سے ناواقف ہوتے ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لئے بہت جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ پس کچھ تو پہلے ہی زمانہ کے اثر اور رنگ سے اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت عام ہو گئی۔ خدا تعالےٰ پر ایمان نہیں رہا۔ نیکیوں کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی اور کچھ ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے کہ حق کو چھوڑ کر صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر اَور اَور طریقے اور راہ ایجاد کر لئے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں اور کامیاب نہیں ہوتے۔

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے دعا کرتا ہے اس پر کامل ایمان ہو۔ اس کو موجود۔ سمیع۔ بصیر۔ خبیر۔ علیم۔ متصرف۔ قادر سمجھے اور اس کی ہستی پر ایمان رکھے۔ کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم ص ۵۲۲)

"انسان کے سینہ میں دو دل نہیں ہوتے۔ ایک ہی دل ہے۔ وہ دو جگہ محبت نہیں کر سکتا اس لئے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مُردوں کے پاس جاتا ہے وہ حفظِ مراتب نہیں کرتا۔ اور یہ مشہور بات ہے۔ ؎

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو۔ اس سے آگے مت بڑھاؤ مگر مَیں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ حفظِ مراتب نہیں کیا جاتا۔ زندہ اور مُردہ کی تفریق ہی نہیں رہی بلکہ انسانِ عاجز اور خدائے قادر میں کوئی فرق اس زمانہ میں نہیں کیا جاتا۔" (ملفوظات جلد سوم ص ۵۲۳)

خدا تعالیٰ کے فضلوں پر انحصار کر کے دعائیں مانگو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایسے تہی دامن اور گنہگار لوگ جن کی ساری زندگی میں کوئی نیکی نہیں تھی اور ایک بدی سے بچنا ہی گویا ان کی نیکی تھی جب اس کا حوالہ دیا گیا تو اللہ اتنا رحمان ہے اور اتنا رحیم اور اتنا بخشش کرنے والا ہے کہ اس نے کہا! ہاں میرے بندے! اگر یہ نیکی ہے تو یہ بھی مقبول ہے۔ اگر یہ ہے تو یہ بھی مقبول ہے گویا وہ مضمون یہ ہے کہ خدا تو کھوٹے پیسوں سے بھی بعض دفعہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اتنا بخشش کرنے والا، اتنا التجاؤں کو قبول کرنے والا ہے کہ اس سے اگر تم ہمیشہ دعا کے تعلق سے اپنی محبت کے رشتے مضبوط نہ کرتے رہو تو تمہاری محرومی ہے وہ تو ہر وقت قریب ہے۔ ہر وقت سننے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کو بعض لوگ غلط سمجھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنی نیکیوں کے حوالے سے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ وہ پتھر تو ان کی زندگی میں ایک دفعہ گرا لیکن میں جانتا ہوں کہ ہماری زندگی میں مصیبتوں کے پتھر روز گرتے رہتے ہیں۔ کوئی انسان ہے جو اس تجربے سے نہیں گزرتا۔ کوئی دن ایسا نہیں آتا جو کسی نہ کسی پہلو سے تلخیاں لے کر نہیں آتا۔ کبھی اپنا غم، کبھی کسی دوست کا غم، کبھی رشتے دار کی تکلیف، کبھی دشمن کی طرف سے ڈراوے اور کئی قسم کے خوف، کبھی عالمی خوف، کبھی علاقائی خوف، انسان کی ساری زندگی تو مصیبت کے پتھروں میں گھری پڑی ہے۔ اپنی کتنی نیکیاں آپ ڈھونڈ نکالیں گے کہ وہ پتھر سرکنے شروع کریں۔ ایک ہی علاج ہے اور وہ علاج وہ ہے جو انبیاء نے ہمیں سکھایا ہے کہ خدا کے حضور کامل عجز اور انکسار کے ساتھ حاضر ہوں۔ اپنی نیکیوں پر انحصار کر کے دعائیں نہ مانگو۔ خدا کے فضلوں پر انحصار کر کے دعائیں مانگو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ہم تہی دامن ہیں۔ سب تعریف تیرے لئے ہے جو کچھ ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ بھی تیری وجہ سے ہے اور تُو نے بنایا ہے تو اچھا ہے جو کچھ ہم نے کمایا اس کمانے کی توفیق بھی تو نے ہی دی

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ شہادت ۱۳۷۱ ہش ۲۷ اپریل ۱۹۹۲ء

انعام یافتوں کی دعائیں

سیدھے راستہ پر چلنے کی دعا الفاظ میں بھی مانگی جاتی ہے اور زیر لب بھی۔ بلکہ صرف جذبات کے ساتھ بھی۔ جن کا کسی طرح بھی اظہار نہیں ہوتا سوائے ایک دبی ہوئی خواہش کے۔ ہم راستہ چل رہے ہوں تو بے شک منہ سے کچھ نہ کہیں یہ خواہش ہوتی ہے کہ جو منزلِ مقصود ہے اس تک پہنچ جائیں۔ غلط راستے پر پڑ کر منزل نہ کھو بیٹھیں۔ کوئی کام کر رہے ہوں تو اس کے صحیح رنگ میں تکمیل پا جانے کا جذبہ اجاگر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات زبان سے بھی یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اور اس سیدھے راستے پر چلاتے ہوئے منزل پر پہنچا دے۔

حقیقت یہ ہے کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے اور ہر کام کی تکمیل کے لئے جو جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ در اصل دعا ہی کا ایک لطیف رنگ ہوتا ہے اور جوں جوں یہ جذبہ شدت اختیار کرتا ہے دعا کی کیفیت بدلنے لگتی ہے۔ اور پھر جوش میں وہی کچھ جو ہم خاموشی سے کہہ رہے ہوتے ہیں۔ زبان پر آ جاتا ہے۔ جب کوئی بات سامنے نہیں ہوتی اور پھر بھی ہم دعا کرتے چلے جاتے ہیں کہ الٰہی ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ تو بعض باتیں عمومی رنگ میں ہمارے سامنے ہونی چاہئیں۔ یعنی دعا کے علاوہ اوقات میں بھی وہ باتیں سامنے ہوں تو دعا از خود ان باتوں کی طرف منسوب ہو جائے گی۔

حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا ہمیں انعام یافتہ راستوں پر چلنے والوں میں سے بنا دے تو در اصل یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا ہمیں ایسا بنا دے کہ والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ان کی دعائیں لینے والے ہوں اور سب اقرباء سے حسن سلوک کرنے والے ہوں اور یتیموں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے ہوں۔ اور تیرے سب بندوں سے نرمی سے گفتگو کرنے والے ہوں۔ ہماری گفتگو میں حسن ہو۔ کراہت کی بات نہ ہو۔"

اگرچہ دعا کرتے وقت فوری طور پر تو ہو سکتا ہے یہ ساری باتیں سامنے نہ آئیں۔ لیکن اگر ہم ان باتوں پر سوچتے رہتے ہوں اور یہی باتیں ہماری خواہش بن جائیں تو یقیناً صرف یہ دعا کرنا کہ اے خدا ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر چلا جو انعام یافتہ ہیں تو دعا کے وقت از خود یہی باتیں مراد ہونگی۔ اور انہیں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہم مستحق ہو جائیں گے۔

میری ناراضگی پہ ہو ناراض
یہ نہیں پوچھتے کہ بات ہے کیا
بیت جاتی ہے کیا مرے دل پر
میں سمجھتا ہوں میری مات ہے کیا

ابوالاقبال

قدم قدم پہ جہاں میں ہیں پُرکشش منظر
یہ خار زار ہے دامن بچا کے چلتے رہو

یہ نقد جان ہے قربان نور کے صدقے
فقیرِ در کو بھی خیراتِ حسن کرتے رہو

دُعا کا ہاتھ سدا ہو عمل کے شانے پر
پھر اس کے بعد خدا کے بھروسے چلتے رہو

ہمیں تو یہ بھی نہیں علم اُس سے کیا مانگیں
یہ فیصلہ ہے ہمہ وقت حمد کرتے رہو

ہیں کامیاب اگر تو اسی کا فضل ہے یہ
کمالِ عجز سے قادر کے دَر پہ جُھکتے رہو

وہ کام ہو کہ خدا کا جمال ظاہر ہو
قبول کر لے وہ قادر دعائیں کرتے رہو

اگرچہ اُس نے خود اپنے پہ رحم فرض کیا
وہ بے نیاز ہے ہر وقت اس سے ڈرتے رہو

ابھی جو پانی ہے پایاب سر سے گذرے گا
نہ آئے نوحؑ کا طوفان توبہ کرتے رہو

یہ عیب مرض ہے جاں لے کے بھی نہیں ٹلتا
نفس کے بخل سے کبر و ریاء سے بچتے رہو

امۃ الباری ناصر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیئے جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے خوف دلانے سے بسا اوقات لوگوں کے دلوں پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ تو پھر خوف الٰہی کا اثر کیونکر نہ ہو۔ چاہیئے کہ اپنی عمر کا حساب کرتے رہیں۔ ان دوستوں اور رشتہ داروں کو یاد کریں جو انہیں میں سے نکل کر چلے گئے۔ لوگوں کی صحت کے ایام یونہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ خوف الٰہی دل پر غالب رہے۔ جب تک انسان طولِ اَمل کو چھوڑ کر اپنے پر موت وارد نہ کر لے تب تک اس سے غفلت دُور نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ انسان دعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے نور نازل کر دے۔ جوئیندہ یابندہ۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۷-۵۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

یہ تحریر ۱۹۶۳ء میں سپردِ قلم کی گئی

حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ

(اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

امیؓ ( ) کی وفات پر آج تقریباً بیس برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لازم تھا کہ گذرتے ہوئے زمانے کے قدم آپ کی یادوں کے اکثر نقوش کو مٹا ڈالتے۔ لیکن بعض وجود اپنے پیچھے کچھ نہ مٹنے والی یادیں بھی چھوڑ جایا کرتے ہیں۔ کچھ ناقابل فراموش نقوش ایسے بھی ہوا کرتے ہیں جنہیں زمانہ کی گردش بار بار کے روندنے کے باوجود بھی مٹا نہیں سکتی۔

پس آپ کی سیرت کے بعض ایسے ہی نمایاں پہلوؤں پر مَیں آج قلم اٹھاتا ہوں جو میرے ذہن کے پردوں پر آج تک جلی حروف میں رقم ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہر ماں کے اپنے بچے پر کچھ حقوق ہوا کرتے ہیں۔ جن میں سے اکثر تو زندگی ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ حقوق تھے جو مَیں ادا کرنے سے محروم رہا۔ کچھ تو اپنی طفلانہ سالی اور ناسمجھی کی بناء پر نظر انداز کر دیئے۔ کچھ اس لئے ادا نہ ہو سکے کہ خود انہی کی زندگی نے وفا نہ کی۔ ( ) بعد از وفات حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ انسان ( ) اقرباء کے ذکر خیر کو زندہ رکھے تا خود بھی دعا کی تحریک ہوتی رہے اور دوسروں کے لئے بھی یہ ایک تحریک کا ذریعہ بنے۔ پس اس فرض کی ادائیگی کے طور پر یہ چند سطور لکھنے کی توفیق پا رہا ہوں۔

۱۔ خدمتِ خلق

آپ کی یادوں کے ہراول دستوں میں ہمیشہ مجھے آپ کا جذبہ خدمت خلق نظر آتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کا نام اس تصور سے الگ ہو کر میرے ذہن میں داخل ہوا ہو۔ بے کسوں، یتیموں، مساکین، مصیبت زدگان اور مظلوموں سے گہری ہمدردی آپ کی شخصیت کا ایک لاینفک جزو تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ جذبہ ہمدردی ان کے خون میں گھل مل کر ان کی زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ یہ ہمدردی جذباتی بھی تھی قولی بھی اور فعلی بھی اور یہ رنگ ایسا غالب تھا کہ گویا سیرت کے دوسرے تمام پہلوؤں میں سرایت کر گیا تھا۔ اس جذبہ کو تسکین دینے کے لئے آپ نے مالی قربانی بھی بہت کی، جانی بھی اور جذباتی بھی۔ مجھے یاد ہے وفات سے ایک سال پہلے ڈلہوزی میں رمضان کے مہینے میں باوجود بیماری کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ (حضرت فضل عمر) کے تمام عملے کے لئے سحری کے وقت خود اپنے ہاتھ سے پراٹھے پکایا کرتی تھیں۔

بات دراصل یہ تھی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ (حضرت فضل عمر) کی طرف سے ان دنوں مالی حالات کے پیش نظر جو خرچ ملتا تھا اس سے اتنی گنجائش نہیں نکل سکتی تھی کہ کھلا خرچ کیا جا سکے اور جتنا بھی اس غرض کے لئے خرچ کیا جا سکتا تھا۔ اس میں باورچی نے مطلوبہ تعداد میں پراٹھے پکانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ باورچی مصر تھا کہ یا مجھے گھی زیادہ دو یا مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ادھر خرچ کی تنگی اس کی اجازت نہیں دیتی تھی چنانچہ ایک دو روزے اسی کشمکش میں گذر گئے اور عملہ کے اراکین سالن کے ساتھ عام روٹی کھا کر ہی گذارہ کرتے رہے۔ ماشکی نے امیؓ سے شکایت کی کہ خشک روٹی سے روزے رکھ کر مجھ سے اتنی محنت کا کام نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ محنت کرنے والوں کو روزے کے دنوں میں اچھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ اسی رات سے آپ نے خود اُٹھ کر پراٹھے پکانے شروع کئے اور اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت فرمائی کہ اسی گھی میں جس میں باورچی کے نزدیک اتنے افراد کیلئے پراٹھے پکنے ناممکن تھے، سارے عملہ کی ضرورت پوری ہوتی رہی۔ بیماری کی وجہ سے بعض اوقات آپ کو خاصی تکلیف اٹھانی پڑتی تھی مگر آپ کہتی تھیں کہ مَیں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ محنت کرنے والے لوگ سحری کے وقت خشک روٹی کھائیں۔

بھینسیں رکھنے کا بہت شوق تھا اور صبح کے وقت بڑی کثرت سے لوگ چھاچھ لینے آیا کرتے تھے۔ جو لوگ زیادہ غریب یا معذور ہوا کرتے تھے ان کی چھاچھ میں مکھن بھی ڈال دیا کرتی تھیں۔ اس وقت تو مجھے اس کا علم نہیں ہوا۔ مگر وفات کے بعد ایک نابینا حافظ صاحب نے بتایا کہ میرے برتن میں ہمیشہ چھاچھ کے ساتھ مکھن بھی بھجوایا کرتی تھیں۔ اسی طرح ۱۹۵۵ء میں جب مَیں حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ولایت جانے والا تھا ایک بہت معمّر دوست جن کو مَیں پہلے نہیں جانتا تھا۔ خاص طور پر مجھے ملنے آئے اور اپنا تعارف کراتے ہوئے خود ہی یہ ذکر کیا کہ قادیان میں ایک مرتبہ امیؓ کو کسی ذریعہ سے ان سے متعلق یہ علم ہوا کہ انہیں اچھی غذا کی ضرورت ہے۔ مگر اس کی توفیق نہیں تو انہیں خود پیغام بھجوایا کہ ہمارے ہاں چھاچھ بہت ہوتی ہے۔ آپ لے جایا کریں۔ یہ چھاچھ کا تو دراصل بہانہ تھا۔ ورنہ غرض ان کی کمزوری کے پیش نظر انہیں مکھن بھجوانا تھا۔ چنانچہ ان کے بیان کے مطابق باقاعدگی کے ساتھ چھاچھ میں خاصی مقدار میں مکھن بھجواتی رہیں۔ خود تلاش کر کے ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتی تھیں اور چونکہ تحریک جدید کے اجراء کے بعد خاص طور پر حضور ایدہ اللہ ( ) کی طرف سے خرچ جچا تلا ملتا تھا۔ اس لئے مالی لحاظ سے ہمیشہ تنگ رہتی تھیں۔ ایک طرف جماعتی چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا شوق، دوسری طرف یہ بے قرار تمنا کہ ہر حاجت مند کی حاجت پوری کر دوں، اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ اپنے گھر میں خوب ہاتھ کس کر خرچ کریں۔

پس جن دنوں مہمان نہ ہوں گھر کا کھانا اتنا سادہ اور بے قیمت ہو جاتا تھا کہ بعض اوقات کھانا کھاتے ہوئے کوئی ملنے والا اچانک آ جائے تو بچپن کی نادانی کی وجہ سے سخت شرم محسوس ہوا کرتی تھی۔ بعض دفعہ تو مَیں پلیٹ چھپا کر بھاگ جایا کرتا تھا۔ میری بہنیں بسا اوقات رُوٹھ کر کھانا چھوڑ دیتی تھیں کہ ہم نے یہ نہیں کھانا اور وہ نہیں کھانا تو امیؓ جان سخت خفا اور رنجیدہ خاطر ہوتی تھیں۔ مَیں تو خیر اپنی بھوک کے ہاتھوں مجبور تھا اس لئے کبھی کھانا چھوڑنے کا سوال پیدا نہیں ہوا۔ خواہ کدّو کا شوربا ہو یا ٹِنڈوں کا۔ مگر لڑکیاں چونکہ نازک طبع ہوتی ہیں اس لئے وہ بعض اوقات ناپسندیدہ کھانے کی نسبت بھوکا رہنے کو ترجیح دے لیتی تھیں۔ امیؓ کے لئے یہ مواقع خاصی پریشانی کا موجب ہوتے تھے۔ اور بڑے ہی دکھ اور فکر سے کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر شکر کر کے جو کچھ ہے کھا لیا کرو۔ دنیا میں ایسے غریب بھی بہت ہیں جنہیں ایک وقت کی سوکھی روٹی بھی میسّر نہیں آتی۔ پس کچھ تو روزمرّہ کے کھانے کا معیار گرا کر چندوں، خدمت خلق اور مہمان نوازی کیلئے بچت کر لیتیں اور کچھ ہمارے کپڑوں کے خرچ میں سے اس غرض کے لئے پیسے بچا لیتی تھیں۔ تحریک جدید کا بہانہ ہاتھ آیا ہوا تھا۔ چنانچہ کپڑے سادہ ہی نہیں بلکہ تعداد کے لحاظ سے بھی واجبی ہی بنائی تھیں۔ جوان بچوں کے لئے تو کافی ہو سکتے تھے جو لگائے ہوئے اربعہ کے مطابق فی جوڑا متوقع دن گذار سکیں۔ مگر میرے جیسے خاک آلود لڑکے کے لئے جس نے دو دن کے کپڑے نصف دن میں گندے کر دینے ہوں یہ حساب کبھی درست نہیں بیٹھا۔

ابتدائی بچپن میں تو مجھے بھی یہ چیز خاص محسوس نہیں ہوئی۔ ایک چھوٹی سی نکر ڈھیلی ہو یا تنگ۔ صاف ہو یا میلی اور ایک قمیض خواہ کسی فیشن کی بھی ہو بہت کافی تھے۔ مگر ذرا بڑی عمر میں کپڑوں کی کمی بعض وقت سخت شرمندگی اور الجھن کا موجب بن جاتی تھی۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ ٹرنک میں کچھ نہ پا کر مَیں خالی شلوار کے اوپر اچکن پہن کر اسکول چلا گیا۔ اس روز خلاف معمول ذرا احتیاط سے گردن کے کالر تک بٹن اچھی طرح بند کر لئے۔ گو طلباء اس پر حیران تو ضرور تھے۔ مگر کسی کو شک نہیں پڑا کہ اندر سے قمیص غائب ہے۔ ورزش کی گھنٹی تک تو خیر گذر گئی۔ مگر ورزش کی گھنٹی کیا آئی گویا مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ مَیں نے یہ سکیم بنائی ہوئی تھی کہ چپکے سے بیماروں کی صف میں جا بیٹھوں گا۔ اور کیا بھی اسی طرح۔ مگر پی ٹی ماسٹر صاحب سوئے قسمت سے اس دن خاص جلال میں تھے۔ ہزار طبیعت کی خرابی کے عذر کئے مگر ایک نہیں مانی۔ لاچار اسی طرح طلباء کی صفوں میں جا کھڑا ہوا۔ اچکن پر ان کی نظر پڑی تو آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں۔ ورزش بند کر کے میری طرف لپکے اور مجھے کالر سے پکڑ لیا کہ

"اچکن پہن کر پی ٹی"؟

اسے ابھی اتارو ورنہ سوٹیوں سے اڑا دوں گا۔ مَیں بھی ضد کر کے بیٹھ گیا کہ اگر "پی ٹی" کروں گا تو اچکن پہن کر کروں گا۔ ورنہ نہیں کروں گا۔ ادھر وہ اڑ بیٹھے کہ مَیں "پی ٹی" بھی کرواؤں گا اور اچکن بھی اترواؤں گا۔ چنانچہ مَیں نے پوری قوت سے اچکن کے اوپر کے بٹن اور کالر بھینچ رکھے تھے اور وہ پورا زور مار رہے تھے کہ کسی طرح زبردستی اچکن اتار دیں۔ کلاس تھی کہ قہقہوں سے لوٹ پوٹ ہوئی جا رہی تھی۔ اور مَیں نہ ہنسنے کے قابل رہا تھا اور نہ رونے کے۔ اسی کشمکش میں شاید میرے ایک دو اوپر کے بٹن ٹوٹ گئے اور ماسٹر صاحب کو حقیقت حال کا علم ہو گیا۔ اس وقت تک میرا دماغ ایسا مختل ہو چکا تھا کہ اس کے بعد کی بات مجھے بالکل یاد نہیں رہی۔ کہہ نہیں سکتا کہ اس دریافت پر انہوں نے مجھے ایک طرف بٹھا دیا تھا یا اچکن سمیت پی ٹی کی اجازت دے دی تھی۔ البتہ یہ عہد مجھے ضرور یاد ہے کہ بغیر قمیص کے سکول کبھی نہیں جانا خواہ غیر حاضر ہی ہونا پڑے۔ چنانچہ اس کے بعد ہمیشہ جب کپڑے زیادہ گندے ہو جاتے اور صاف کپڑے نہ ملتے یا کسی کپڑے کی کمی محسوس ہوتی تو گھر ہی بیمار بن کر لیٹ رہتا۔

کھانے اور کپڑے میں بچت کے باوجود امیؓ کی دوسری ضروریات کے لئے قطعاً کافی رقم مہیا نہیں ہو سکتی تھی۔ کئی دفعہ غریب لڑکیوں کی خود شادیاں کیں۔ بعض یتیموں کی پرورش کی۔ روزمرہ کے طور پر مختلف رنگ میں امداد کا سلسلہ تو جاری رہتا ہی تھا خفیہ بھی اور اعلانیہ بھی۔ گھر کے مستقل خرچ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاوہ جو حضور ایدہ اللہ کی طرف سے ملتا تھا ذاتی آمدنی بہت معمولی تھی۔ (ان کا کچھ روپیہ حضور نے کہیں تجارت پر لگا رکھا تھا) اس لئے اکثر مالی مشکلات میں مبتلا رہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ پھر بھی غیب سے سامان کرتا اور جیسے کیسے بھی بن پڑا انفاق کا سلسلہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل بہت تھا اور اس رحیم و کریم نے بھی اپنے در سے کبھی خالی نہیں لوٹایا۔ (جو انہیں دیا گیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں) کی ایک زندہ تصویر تھیں۔

اگر کسی ضرورت مند کو دینے کے لئے خود اپنے پاس کچھ نہ ہوتا تو بعض دوسرے متموّل دوستوں کو توجہ دلا کر امداد کی صورت نکال لیتی تھیں۔ اس کے علاوہ چونکہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی سیکرٹری تھیں اس تنظیم کی طرف سے بھی سالانہ کپڑوں اور گندم وغیرہ کی تقسیم کا انتظام کرتی تھیں۔ اگر کوئی اور راہ نہ پاتیں تو قرض اٹھا کر بھی ضرورت مند کی ضرورت پوری کر دیتی تھیں اور دوسروں کے مالی فکر اپنے سینے سے لگا لیتی تھیں۔ چنانچہ وفات کے وقت بھی کئی ہزار روپے کی مقروض تھیں یہ قرضہ کچھ تو اس روپے سے اتارا گیا۔ جو حضور ایدہ اللہ نے کہیں تجارت پر لگا رکھا تھا۔ اور کچھ حضور نے اپنے پاس سے اتارا۔

مجھے اس کا اس طرح علم ہوا کہ وفات کے دو سال بعد ایک مرتبہ مجھے موٹر سائیکل کا شوق چرایا تو اپنی نادانی میں ابا جان سے درخواست کر بیٹھا کہ امی کا جو روپیہ ادائیگی قرض سے بچا ہو اس میں سے مجھے موٹر سائیکل لے دیں۔ اس کے جواب میں حضور نے مجھے کہلا بھیجا کہ تمہاری امی کا جتنا روپیہ تھا اس سے زیادہ ان پر قرض تھا۔ جو میں نے خود اتارا ہے۔ غرض جس طرح بھی ان سے بن پڑی گھر میں تنگی کر کے قرض اٹھا کر دوسروں کو تحریک کر کے ضرورت مندوں لاچاروں مصیبت زدگان کی امداد کرتی رہیں۔ یہ امداد صرف روپے کے ذریعہ نہیں ہوتی تھی بلکہ جسمانی محنت اٹھا کر بھی مثلاً شادی بیاہ پر کپڑے سی کر یا سردیوں میں لحافوں کے غلاف وغیرہ سی کر بھی۔

کسی کو مشکل میں دیکھنا آپ کی طبیعت پر بہت شاق گذرتا تھا۔ خواہ وہ مشکل کسی نوعیت کی بھی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بارہا ایسے احباب جماعت جن سے حضور کسی قصور پر ناراض ہو جایا کرتے تھے۔ اگر تو یہ ناراضگی کسی غلط فہمی کی بناء پر ہوتی تو جلد وضاحت کے بعد معافی مل جاتی لیکن اگر واقعی کسی سخت قصور پر ہوتی تو یہ کام اتنا آسان نہیں ہوتا تھا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں ایسے شخص کی سفارش کرنا ہی خاصے دل گردے کا کام تھا۔ اور صرف وہی کر سکتا تھا جو آنکھیں جھکا کر حضور کی ناراضگی کے شدید اظہار کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ پس ایک طرف یہ ناراضگی کا خوف اور دوسری طرف ایک روتے ہوئے معافی کے طلبگار کی التجائیں کہ گو قصوروار ہوں مگر حضور کی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی اس لئے خدا کے واسطے معافی لے دیجئے۔ چنانچہ ہمیشہ یہ التجائیں جیت جاتی تھیں۔ اور سفارش کی ہمت اور جرأت دلاتی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ سخت پُر عذاب قربانی بھی دینی پڑتی تھی۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اس قسم کی سفارش پر حضور اس قدر ناراض ہوئے کہ خود امی کے آنسو نکل پڑے۔ کبھی کھانا کھاتے ہوئے اچھا موڈ دیکھ کر سفارش کی تو ناراض ہو کر حضور کھانا چھوڑ کر چلے گئے اور بعد میں خود آپ کو اپنے اس قصور کی معافیاں مانگنی پڑیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ دل ہی ایسا دیا تھا۔ کہ دوسرے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔

یہی دل تھا جو باوجود جسمانی کمزوری کے انہیں بیماروں کی تیمارداری پر ہمت دے کر کھڑا کر دیتا تھا۔ ہمشیرگان میں سے خصوصاً مجھے باجی امۃ الرشید کی لمبی بیماری یاد ہے۔ جس میں تکلیف کی وجہ سے ہسٹیریائی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ میں بہت چھوٹا تھا۔ لیکن آج تک "آپا جان آپا جان" کی چیخیں کانوں میں گونجتی ہیں۔ امی کو باجی "امی" یا "آپا جان" کہا کرتی تھی اور ہر تکلیف کے وقت یہ چیخ منہ سے نکلتی تھی۔ یہ انہیں کہیں دُور سے بلانے کے لئے نہیں ہوتی تھیں۔ کیونکہ اکثر ایسے وقت میں باجی کا سر خود امی ہی کی گود میں ہوا کرتا تھا۔ یہ پکار محض فطرت کے اس بے اختیار اظہار کے طور پر تھی کہ مجھے تمہارے قرب سے سہارا ملتا ہے۔ تم میرے اور قریب آ جاؤ۔

اب میں سوچتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کی جس پکار پر (میں تیرے قریب ہوں) کہتا ہے وہ فطرت کی اسی قسم کی بے اختیار چیخیں ہوتی ہوں گی۔ ورنہ ایک بیمار کے بے دلی کے بلاوے پر کون اس طرح لپکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسی بے اختیار پکار پر (میں تیرے قریب ہوں) کا جواب انسانی فطرت میں بھی ودیعت کر رکھا ہے۔ چنانچہ باجی کی چیخوں کے جواب میں امی بھی یہی جواب دیا کرتی تھیں کہ "رشید میں یہیں ہوں۔ دیکھو تم میری گود میں ہو" اس بیماری میں امی نے جس فدائیت کے ساتھ تیمارداری کی تھی وہ میری بچپن کی یادوں میں ایک نمایاں نقش ہے۔

اس کے علاوہ بھی اپنے میکے یا سسرال کا کوئی عزیز بیمار ہوتا تو تیمارداری کی خاطر اپنا گھر چھوڑ کر وہیں جا ڈیرا ڈالتی تھیں۔ اور بچوں کو سنبھالنے کے لئے حضرت خالہ جان سیدہ خیر النساء (جنہیں ہم چھوٹی خالہ جان کہا کرتے تھے) کو بلا بھیجتی تھیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوا کہ کسی مریضہ کی نگہداشت کے لئے اس کے ساتھ لاہور ہسپتال رہنے کے لئے چلی گئیں۔ کبھی ایک دو دن کے ارادہ سے گئیں۔ مگر پھر کپڑے وغیرہ وہیں منگوا لئے اور پندرہ بیس دن مہینہ رہنا پڑا۔ ایسے موقعوں پر ہمیشہ چھوٹی خالہ جان ہماری نگہداشت کے لئے آ جایا کرتی تھیں۔ اسی طرح بعض دفعہ حضور ایدہ اللہ (   ) کی لمبی بیماریوں میں بھی اپنے گھر کو عملاً خیر باد کہہ دیا۔

قائدِ اعظم نے فرمایا

قائد اعظم محمد علی جناح نے جلسہ عام چٹاگانگ ۲۷ مارچ ۱۹۴۸ء میں فرمایا "جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد معاشرتی انصاف اور اسلامی "سوشلزم" کے اصولوں پر رکھی جائے تو بنی نوع انسان کی اخوت و مساوات پر زبردست زور دیتے ہیں تو آپ محض میرے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اور اسی طرح جب آپ ہر شخص کے لئے مساوی موقعہ مانگتے ہیں تب بھی آپ میرے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ترقی کے ان مقاصد کے متعلق پاکستان میں کوئی اختلافِ رائے نہیں کیونکہ ہم نے پاکستان اس لئے طلب کیا تھا اس کی خاطر جدوجہد کی تھی اور اسے اس لئے حاصل کیا تھا کہ ہم اپنی روایات کے مطابق اپنے معاملات کو حل کرنے میں جسمانی اور روحانی طور پر قطعاً آزاد ہیں۔ اخوت، مساوات اور رواداری، یہ ہیں ہمارے مذہب تہذیب اور تمدن کے بنیادی نکات ہم نے پاکستان کے لئے اس لئے جنگ کی تھی کہ اس برصغیر میں ہمیں ان انسانی حقوق سے محروم کر دئے جانے کا خدشہ تھا۔ ہم نے ان عظیم تصورات کے لئے اس لئے جدوجہد کی تھی کہ اس برصغیر میں کئی صدیوں سے ہم غیر ملکی حکمرانوں اور ذات پات کے دقیانوسی معاشرتی نظام کے دوہرے تسلط میں تھے یہ دوہرا تسلط مسلسل دو سو سال سے ہم پر طاری تھا کہ ہمیں احساس ہوا کہ اگر یہ کچھ عرصہ اور باقی رہا تو ہم مسلمان انفرادی طور پر بحیثیت انسان اور اجتماعی طور پر بحیثیت قوم صفحہ ہندوستان سے معدوم ہو جائیں گے۔ اس لئے پاکستان اور اس کی جدوجہد کی کہانی عظیم انسانی خیالات و تصورات کو عملی جامہ پہنانے کی کہانی ہے۔ ○

فروری ۱۹۴۸ء

چوہدری محمد علی صاحب کی کتاب ظہور پاکستان میں سے

پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے ابھی پاکستان کا آئین مرتب کرنا ہے میں نہیں جانتا کہ اس آئین کی آخر کار شکل کیا ہوگی۔ لیکن مجھے یقین ہے یہ جمہوری طرز کا آئین ہوگا۔ اس میں اسلام کے بنیادی اصول متشکل ہوں گے۔ یہ اصول آج بھی اسی طرح عملی زندگی میں قابلِ عمل ہیں جس طرح ۱۳۰۰ سال پہلے تھے۔ اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کا درس دیا ہے۔ اس نے انسانی مساوات، عدل اور ہر شخص سے منصفانہ برتاؤ سکھایا ہے ہم ان درخشاں روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کا آئندہ آئین بنانے والوں کی حیثیت میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا احساس ہے .....

بہرحال پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت نہیں ہوگا جس میں مذہبی پیشوا مامور من اللہ کے طور پر حکومت کریں گے۔ ہمارے ہاں بہت سے غیر مسلم ہیں۔ ہندو عیسائی اور پارسی، لیکن وہ سب پاکستانی ہیں۔ وہ بھی دوسرے تمام شہریوں کی طرح یکساں حقوق اور مراعات سے بہرہ ور ہوں گے۔ اور پاکستان کے معاملات میں کما حقہ کردار ادا کریں گے

○

میں جانتا ہوں کہ ضرورت ہوئی تو مسلمان اعراب فلسطین کی مدد کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ جو قومی آزادی کیلئے جنگ کر رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ عربوں کے ساتھ بے شرمانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اپنی آزادی کے لئے لڑنے والوں کو ڈاکو بنایا گیا

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم محمد یعقوب صاحب اسلام آباد لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ لمبی ترین صحت والی کام کرنے والی زندگی سے نوازے آپ نے الفضل کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

میں ایک واقعہ جو میرے ساتھ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب مہر سنگھ رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا، گذارش کرتا ہوں۔ اگر مناسب خیال فرمادیں تو اخبار میں یادِ رفتگان میں جگہ دیں پڑھ کر شاید کسی کا بھلا ہو۔ بڑا ایمان افروز واقعہ ہے۔ غالباً سال ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے۔ میں اس وقت ساتویں جماعت میں ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول میں زیرِ تعلیم تھا۔ ایک دن جمعرات کی چھٹی تھی۔ حضرت ماسٹر صاحب بورڈنگ میں تشریف لائے اور مجھے فرمانے لگے میرے ساتھ چلو دعوت الی اللہ کیلئے جارہا ہوں چنانچہ موضع لسراء گاؤں جو کہ قادیان دارالامان کی مشرقی جانب تین چار میل کے فاصلہ پر واقعہ تھا۔ وہاں گئے صبح سے لے کر اڑھائی، تین بجے دن تک خوب دعوت الی اللہ کی حضرت ماسٹر صاحب کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ گاؤں میں اِدھر اُدھر چکر لگا کر جو بھی کوئی ملا۔ اُس کو خوب دعوت الی اللہ دی۔ یہ دن غالباً مارچ کے آخری دن تھے۔ فصل گندم اور چنے کی تیار ہو رہی تھی۔ وہیں پر ایک کھیت میں سے پگڈنڈی گزر رہی تھی۔ اُس پر ہم جارہے تھے۔ ریتلی زمین تھی۔ بارانی فصل تھی۔ فصل بھی کمزور سی تھی۔ اس کھیت میں سے چنے کا ایک بوٹا جس کی ایک ہی شاخ تھی اور اُس شاخ کو صرف تین ڈوڈے لگے ہوئے تھے۔ اور ان ڈوڈوں میں بھی صرف ایک ایک ہی دانہ چنے کا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے توڑ لی۔ اور ماسٹر صاحب کے پیچھے ہو کر ایک دانا چنے کا نکال کر منہ میں ڈال لیا۔ حضرت ماسٹر صاحب نے غور سے دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ غصے بھی ہیں۔ میں نے جلدی سے وہ شاخ اُن کے آگے کر دی کہ کھالیں وہ غصے میں فرمانے لگے "ہم پرایا مال نہیں کھایا کرتے" مجھے بڑی شرم آئی اور وہ شاخ اُسی کھیت میں پھینک دی اور جو دانہ منہ میں ڈالا تھا وہ بھی تھوک دیا حضور کے رفقاء کی کس قدر اعلیٰ تربیت ہوئی ہوئی ہے کہ پرایا مال کا ایک دانہ بھی نہیں کھاتے مجھے کس قدر شرمندگی ہوئی اور آج میں پشیمان اور شرمندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرا گناہ بخش دے۔ یعنی حضرت بانیٔ سلسلہ کی تربیت کا کسقدر اثر تھا کہ پرایا مال کا ایک دانہ بھی نہیں کھانا۔ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ یہ واقعہ میرے ساتھ گزرا ہے۔ اگر جناب مناسب خیال کریں تو اخبار میں جگہ دے دیں۔ اگر پڑھنے والوں میں کسی ایک پر بھی اثر ہوا تو کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پرایا مال کھانے سے بچائے۔

مسز وحیدہ دبیر صاحبہ لکھتی ہیں:

درخواست ہے میری والدہ حمیدہ بیگم ۱۲۔۱۳ رمضان المبارک کو کراچی میں گھر سے باہر گئی ہیں اور تاحال ان کی کوئی خیر خیریت کی نہیں ملی جس وجہ سے سخت پریشانی ہے۔ کراچی کی جماعت سے مدد کی گذارش ہے۔ اگر کوئی صاحب جانتے ہوں تو اس پتہ پر اطلاع دیں۔

مسز وحیدہ دبیر
F۔ ۱۵۰۔ ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبر: ۸۵۲۳۱۴

مکرم ناصر احمد صاحب خالد لکھتے ہیں:۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد حاضرِ خدمت ہو رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اپنے احباب کے ساتھ خیریت سے ہوں گے۔ آج میں اپنی فیملی کی لاہور ریلوے سٹیشن پر انڈیا سے آئی ہوئی ایک سکھ فیملی سے ملاقات کی کہانی سناتا ہوں۔ پچھلے دنوں میری بیوی نعیمہ ناصر نے حضور کی بیگم صاحبہ کی وفات کی تعزیت کیلئے ربوہ جانا تھا۔ چونکہ چناب کا پل ٹوٹنے کیوجہ سے بذریعہ بائی روڈ ٹریفک معطل ہے۔ اسلئے میں نے انہیں کہا کہ رش بہت ہوگا ٹرین ٹائم سے لازماً ایک گھنٹہ پہلے ریلوے سٹیشن پہنچ جائیں۔ میری بیوی سٹیشن پلیٹ فارم پر کھڑی تھی۔ اتنے میں انہوں نے دیکھا انڈیا سے ایک معزز سکھ فیملی آئی ہے۔ اور قلی اُن سے سامان اٹھانے کے چالیس پچاس روپے مانگ رہے ہیں۔ یہ پنجہ صاحب حسن ابدال کے یاتری تھے۔ اور قلیوں کے اس صریحاً ناجائز مطالبہ پر پریشان۔ میری بیوی نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ میرے بیٹے ٹکٹ لینے گئے ہیں۔ وہ خود آپ کا سامان اٹھا کر سٹیشن سے باہر لے جائیں گے اور آپ کو تانگہ میں سوار کرا دیں گے۔ انہیں بتایا گیا کہ ہم احمدی ہیں۔ ہمارے حضرت صاحب کی بیگم صاحبہ لندن میں وفات پاگئی ہیں۔ جس پر انہوں نے دلی افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم دلی سے آرہے ہیں۔ قادیان تو نہیں گئے۔ مگر وہاں آپ کا بہت بڑا جلسہ ہوا ہے اور آپ کے "امام صاحب" پہلے تو ہماری دلی میں ہی آئے تھے۔ اور اسکے بعد قادیان گئے تھے۔" انہیں بتایا گیا کہ قادیان کے سکھوں نے ہماری بہت عزت افزائی کی اور رہائش کی جگہ کی قلت کی وجہ سے اپنے گھروں کے دروازے کھول دئے تھے۔ اور ہمارے حضرت صاحب سے بھی بہت محبت اور عزت کا سلوک کیا جسکے لئے ہم آپ کے ممنون ہیں۔ آپ ہمارے مہمان ہیں اور آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے اسکے بعد ہمارے بیٹوں نے قلیوں کیطرح لپک کر ان کا تمام سامان اٹھالیا۔ کچھ نگ انہوں نے خود اٹھا لیئے۔ اور سٹیشن سے باہر جاکر تانگہ پر سوار کرایا اور کوچوان کو کرایہ طے کر کے ہدایت کر دی۔ اس پر یہ سکھ فیملی بہت ممنون ہوئی۔ اور بار بار ہمارے بیٹوں کو گلے سے لگا کر احسان مندی کا اظہار کیا۔ سٹیشن سے باہر نکلتے وقت اس سکھ فیملی کے سربراہ نے ہمارا شکر ادا کیا۔

مکرم و محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ مجھے جب بھی میرا ذہن ماضی کی سیر کرواتا ہے تو وہ ہمیشہ ماضیٔ بعید ہی ہوتا ہے۔ ماضی قریب نہیں۔ حالانکہ اُس دور کو ایک زمانہ بیت چکا ہے۔

میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اس تجربہ اور مشاہدہ کی یہ نوعیت کیوں ہے۔ اور میرے دماغ میں ماضی قریب کی بجائے ماضی بعید کی یادیں کیوں محفوظ ہیں۔"

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

اور ہر قسم کی سخت گیری کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اپنے وطن کی حفاظت کے جرم پر انہیں بندوق، سنگین مارشل لاء جاری کر کے دبایا جارہا ہے لیکن دنیا کی کوئی قوم جو زندہ رہنے کی مستحق ہے کوئی بڑا کام اُن قربانیوں کے بغیر نہیں کر سکتی جو اعراب فلسطین کر رہے ہیں ہماری تمام ہمدردیاں ان بہادر غازیوں کے ساتھ ہیں جو ان ظالموں سے حریت کی خاطر جنگ کرتے ہیں

پٹنہ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء

رائٹر کے نمائندے کو ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

فلسطین کے بارے میں ہمارے موقف کی صراحت اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے سربراہ محمد ظفر اللہ خان نے کر دی ہے۔ مجھے اب بھی یہ امید ہے کہ تقسیم کا منصوبہ مسترد کر دیا جائے گا ورنہ ایک خوفناک ترین اور بے مثال آویزش کا شروع ہو جانا ناگزیر ہے.....

..... یہ چپقلش اور آویزش صرف عربوں اور منصوبہ تقسیم کو نافذ کرنے والوں کے اختیار کے مابین نہ ہوگی بلکہ پوری اسلامی دنیا اس فیصلے کے خلاف عملی طور پر بغاوت کرے گی۔ کیونکہ ایسے فیصلے کی حمایت نہ تاریخی اعتبار سے کی جاسکتی ہے اور نہ سیاسی اور اخلاقی طور پر۔ ایسی صورت میں پاکستان کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہ ہوگا کہ عربوں کی مکمل اور غیر مشروط حمایت کرے اور خوامخواہ کے اشتعال اور ناجائز دست درازیوں کو روکنے کیلئے جو کچھ اسکے بس میں ہے پورے جوش و خروش اور طاقت سے بروئے کار لائے۔

احمدی کا شوقِ قربانی تو دیکھ

جماعت احمدیہ کا مالی نظام پیار محبت اور رضاکارانہ قربانی پر مبنی ہے۔ اس لئے جب بھی کسی دوست کو مالی قربانی کی دعوت دی جاتی ہے تو بڑے دلنواز ردّ عمل کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک دوست کو اسی طرح تحریک کرنے پر جواب ملا۔

"جب خط ملا تو جیب خالی تھی اللہ تعالیٰ نے غیب سے انتظام فرما دیا۔ ۱۱ اپریل ۹۲ء کو مبلغ پچاس روپے کی رقم محلہ میں ادا کر کے رسید نمبر ۱۲ حاصل کر لی ہے"

اسی طرح سہواً ایک وفات یافتہ دوست کے نام بھی مذکورہ بالا دوست کی معرفت خط بھجوایا گیا تو جواب ملا۔

"جناب عبدالسلام اعوان صاحب کے نام خط بھی آپ نے مجھے ارسال فرمایا ہے۔ وہ تو دو سال ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ ان کے پاس جلنے کا فی الحال کوئی پروگرام نہیں تھا۔ اس لئے آسان کام کر دیا ہے یعنی ان کی طرف سے بھی مبلغ پچاس روپے ادا کر کے رسید نمبر ۱۳ مورخہ ۱۱-۴-۹۲ حاصل کر لی ہے......"

آپکی اس کرم فرمائی پر حد درجہ ممنون ہوں۔ امید ہے عاجز اور عاجز کے اہل و عیال کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے"

اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں البتہ ایسا مثالی شوق قربانی پیش کرنے والے دوست اور ان کے اہل و عیال کے لئے قارئین کرام سے دعا کی درخواست ضرور بالضرور کی جاتی ہے۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مونگ کی نئی اقسام

دالیں خوردنی اجناس میں انسان کو سستے داموں توانائی فراہم کرنے کے علاوہ پروٹین کا ایک بہتر وسیلہ بھی ہیں۔ ان میں ۲۰ سے ۲۴ فیصد تک پروٹین ہوتی ہے۔ اسی لئے خوراک میں پروٹین کی کمی کو پورا کرنے کے لیے دالیں گوشت کا معقول نعم البدل ہیں۔ جوہری ادارہ برائے زراعت و حیاتیات (نیاب) فیصل آباد نے جوہری تغیر کے عمل سے مونگ کی نئی اقسام دریافت کی ہیں اور حکومت نے ان کی منظوری بھی دے دی ہے۔ یہ اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ نیاب مونگ ۲۰-۲۱
۲۔ نیاب مونگ ۱۳-۱
۳۔ نیاب مونگ ۱۲۱-۲۵
۴۔ نیاب مونگ ۱۹-۱۹

یہ اقسام ۳۰ سے ۴۵ فیصد زیادہ پیداوار دیتی ہیں اور تقریباً ۵۵ سے ۷۰ دن میں پک کر تیار ہو جاتی ہیں۔ یہ موسم بہار اور موسم گرما دونوں موسموں میں کامیابی سے کاشت کی جا سکتی ہیں۔ قد چھوٹا ہونے کے باعث موسم گرما میں زیادہ بارشوں کے باوجود ان اقسام کی بڑھوتری مناسب حد تک رہتی ہے اور پیداوار زیادہ متاثر نہیں ہوتی۔

ان اقسام میں سے نیاب ۱۳-۱ اور ۲۰-۲۱ بہت ہی اگیتی ہیں لہٰذا گندم کی کٹائی اور چاول یا مکئی کی کاشت کے درمیانی عرصہ میں جب زمینیں دو اڑھائی ماہ کے لئے خالی پڑی رہتی ہیں۔ ان اقسام کو کاشت کر کے مونگ کی ایک اضافی فصل آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس سے نہ صرف کاشتکار کو اضافی آمدن ہو جاتی ہے بلکہ اگلی فصل کے لئے زمین کی زرخیزی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے مونگ کی ان اقسام کو باغات اور دیگر فصلوں میں بھی کاشت کیا جا سکتا ہے۔

نیاب مونگ ۲۰-۲۱ اور نیاب مونگ ۱۳-۱ کی چند اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تمام فصل ایک وقت پر پکتی ہے۔
۲۔ بوائی سے کٹائی تک صرف ۵۵ سے ۶۰ دن لگتے ہیں۔
۳۔ پیداواری صلاحیت مروجہ اقسام سے خاصی زیادہ ہے۔
۴۔ مشینی کٹائی اور گہائی کے لئے موزوں ہے۔
۵۔ گندم کی کٹائی کے بعد اسی کھیت میں چاول مکئی یا آلو کی کاشت سے پہلے مونگ کی ایک زائد فصل حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور برسات شروع ہونے سے پہلے ہی کھیت خالی ہو جاتے ہیں۔
۶۔ گندم کی کٹائی اگر موسم کے مطابق ہو جائے اور مونگ کی کاشت میں کوئی تاخیر روا نہ رکھی جائے تو کپاس سے پیشتر بھی یہ زائد فصل حاصل کی جا سکتی ہے۔
۷۔ بعض دوسری اہم فصلوں مثلاً گنے کے ساتھ بھی اس کو کاشت کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح باغات میں بھی اس کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ جس سے زمین کی زرخیزی بڑھ جانے کی وجہ سے پھل دار درختوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔
۸۔ پھلی دار جنس ہونے کی وجہ سے مونگ کی فصل زمین کی زرخیزی میں اضافہ کرتی ہے۔ جس سے آئندہ فصل کو فائدہ پہنچتا ہے
۹۔ نئی اقسام کم لاگت ہونے کی وجہ سے زائد منافع دیتی ہیں۔

کاشت کے لئے موزوں اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

موسم بہار	یکم تا ۱۵ مارچ
زائد ربیع	۱۵ اپریل تا ۷ مئی
موسم گرما	۲۲ جون تا ۱۵ جولائی

مونگ کے لئے ریتلی میرا سے بھاری میرا زمین موزوں ہوتی ہے۔ بہرحال کلر اٹھی اور سیم زدہ زمینوں میں ہرگز کاشت نہ کی جائے۔ زمین تیار کرنے کے لئے زمین اچھی طرح تیار کرنی چاہیئے تاکہ اگاؤ بہتر ہو سکے۔ شرح بیج ۸ کلوگرام فی ایکڑ رکھیں۔ قطاروں میں ڈرل سے بیج ڈالیں یا کیرا کریں۔ بیج کی گہرائی ۱½ تا ۲ انچ مناسب ہے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۱۰ انچ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح پودوں کا درمیانی فاصلہ موسم بہار میں تین انچ اور موسم گرما میں ۴ انچ رکھیں۔ بیج کے اگاؤ کے ۷ تا ۱۰ دن بعد چھدرائی ضرور کریں۔ اور بوٹے سے بوٹے کا فاصلہ موسم کے لحاظ سے ۳ انچ یا ۴ انچ رہنے دیں۔

پہلا پانی کاشت کے ۲ تا ۳ ہفتے بعد دیں۔ پہلا پانی دینے کے بعد وتر آنے پر گوڈی کر کے جڑی بوٹیاں تلف کرنا ہرگز نہ بھولیں۔ دوسرا پانی پھول آنے پر اور تیسرا پانی پھلیوں میں دانے بھرنے پر دینا چاہیئے۔ ایک بوری ڈی۔ اے۔ پی اور ایک بوری سلفیٹ آف پوٹاش کا استعمال کاشت سے پہلے کریں۔ تمام کھاد بوائی کے وقت کھیت میں ڈال دیں۔ موسم بہار اور زائد ربیع میں عموماً کسی بیماری کا حملہ نہیں ہوتا۔ البتہ اگر تیلہ کا حملہ ہو تو فوراً مناسب کیڑے مار دوا محکمہ زراعت کے مشورے سے استعمال کریں۔ البتہ موسم گرما کی فصل پر بیماریوں کا حملہ ہوتا ہے۔ جس کے لئے محکمہ زراعت کے عملہ سے مشورہ حاصل کر کے سپرے کروائیں۔ پہلا سپرے کاشت کے ۲ تا ۳ ہفتے بعد اگر ضرورت محسوس کریں تو دوسری سپرے ۱۰ دن کے وقفہ سے کریں۔ بہرحال ان سپرے کا فیصلہ فصل کی حالت کے مطابق موقعہ پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

بعض اوقات ہوا میں نمی کا تناسب مسلسل زیادہ رہنے کے باعث پھپھوندی کی بیماری کا حملہ ہو سکتا ہے۔ اس بیماری کا فوری تدارک ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ بہت تیزی سے پھیلتی ہے اور پوری فصل کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس بیماری کے لئے پھپھوندی کش دوا استعمال کریں۔

جب پودوں پر ۸۰ تا ۹۰ فیصد پھلیاں پک جائیں تو فصل کو صبح کے وقت کاٹیں اور کھیت میں کھلا چھوڑ دیں۔ دو تین روز بعد پودوں کو الٹا دیں۔ جب پودے پوری طرح خشک ہو جائیں تو بیلوں سے یا گندم کے تھریشر سے گہائی کر لیں۔ دانوں کو چند روز دھوپ میں خشک کر کے سٹور کر لیں۔

مختلف علاقوں میں اوسط پیداوار میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ عام طور پر اچھے موسمی حالات میں ۱۲ تا ۱۵ من فی ایکڑ یا اس سے زائد پیداوار حاصل ہو جاتی ہے۔ اچھی پیداوار کے لئے کھیت میں پودوں کی تعداد کا پورا ہونا از حد ضروری ہے۔ اگر کھیت میں پودوں کی ضروری تعداد موجود نہ ہو گی تو جتنے پودے کم ہوں گے اسی نسبت سے پیداوار میں کمی ہو جائے گی۔ اور یہ اصول کم و بیش تمام فصلوں پر لاگو ہوتا ہے۔ اور پودوں کی صحیح تعداد حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ پہلے اچھا اور تندرست بیج زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے۔ اور پھر چھدرائی کے ذریعے سفارش شدہ تعداد کو رکھا جائے ورنہ کھاد یا پانی دواؤں وغیرہ کے اخراجات اس کمی کو کسی صورت میں بھی پورے نہیں کر سکتے اس لئے صحیح پیداوار حاصل کرنے کے لئے پودوں کی صحیح تعداد کا موجود ہونا ایک بنیادی فیکٹر ہے جس کا دھیان رکھنا از حد ضروری ہی نہیں بلکہ لازمی ہے۔

اعلان داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی کی جماعت ہشتم میں چند نشستوں پر داخلہ کی گنجائش موجود ہے۔ خواہشمند طلباء مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۲ء کو داخلہ ٹیسٹ کے لئے حاضر ہوں۔

فارم داخلہ اور پراسپکٹس دفتر سے حاصل کریں۔

(پرنسپل)

فارسی منظوم کلام

حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

بنخوت ہا نمی آید بدست آں دامنِ پاکش
کسے عزت ازو یابد کہ سوزد رختِ عزت را

یعنی اس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا اس کے ہاں اسی کو عزت ملتی ہے جو لباسِ عزت جلا دیتا ہے اور

اگر خواہی رہِ مولا زلافِ علم خالی شو
کہ رہ ندہند در کوئش اسیرِ کبر و نخوت را

یعنی اگر مولا کی راہ چاہتا ہے تو علم کی شیخی ترک کر کہ اس کے کوچہ میں اسیرِ کبر و نخوت کو گھسنے نہیں دیتے۔ اور

منہ دل در تنعم ہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ می خواہد نگارِ من تہی دستانِ عشرت را

یعنی اگر خدا کا طلب گار ہے تو دنیوی نعمتوں سے دل نہ لگا۔ میرا محبوب ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو عیش کے تارک ہوں۔ ان تین اشعار میں حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نہایت واضح طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ ہر وہ شخص جسے اپنے علم پر غرور ہو اور وہ سمجھے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے وہ کب اس بات کا خیال کر سکتا ہے کہ سب سے زیادہ جاننے والی تو خدا کی ذات ہے وہ اپنے علم پر غرور کرتا رہے گا۔ اور اس طرح خدا کے قرب سے دور رہے گا۔

اسی طرح حضور فرماتے ہیں کہ اگر انسان اپنے آپ کو بڑا عزت والا سمجھے حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے عزت نہ ملی ہو۔ تو وہ حقیقی طور پر عزت دار نہیں کہلا سکتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس شخص کو عزت ملتی ہے جو انکسار اور عجز کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ معزز نہیں ہے۔ جب تک انسان نخوت اور تکبر سے خالی نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے دامن کو نہیں پکڑ سکتا۔ تیسرے شعر میں خاص طور پر حضور نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا کو حاصل کرے یعنی خدا کا قرب حاصل کرے تو یہ انتہائی ضروری ہے کہ دنیا کے عیش و عشرت کی زندگی سے الگ ہو اور اس طرح ہو جائے جس طرح وہ خالی ہاتھ ہے اور عشرت کا کوئی سامان اس کے پاس نہیں ہے نہ وہ عشرت کی خواہش رکھتا ہے نہ وہ عشرت کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات ، واقعات ، شخصیات ———— نون سین

کویت / ایران

کویت اور ایران اس بات پر تو متفق ہو گئے ہیں کہ دفاع کے لئے انہیں آپس میں متفق ہو کر کوششیں کرنی چاہئیں لیکن اس بات میں اختلاف موجود ہے کہ بیرونی طاقتوں کو اس میں حصہ دار بنایا جائے یا نہ بنایا جائے۔ ایران حتمی طور پر اس بات کے خلاف ہے۔ کہ امریکہ یا کوئی اور یورپی ملک اس کے ساتھ مل کر اس کے دفاع کا اہتمام کرے جب کہ کویت کی کیفیت بالکل مختلف ہے کویت پر جب عراق نے قبضہ کیا تھا تو بیرونی طاقتوں ہی نے اسے دوبارہ آزادی دلائی تھی۔ اور اس کے بعد کویت کی چھوٹی سی فوج نے امریکہ سے مل کر جنگی مشقیں بھی کی تھیں۔ جہاں تک کویت کا تعلق ہے بیرونی ممالک خاص طور پر امریکہ اور بعض یورپی ممالک سے اس کے لئے قطع تعلق یا ان کی امداد کا انکار ممکن نہیں ہے۔ بہرحال ایران اور کویت میں جو معاہدہ ہوا ہے وہ ایرانی وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی اور کویت کے وزیر خارجہ صالم الصباح کے درمیان ہوا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس تعاون کے متعلق جو آخری معاہدہ کیا جائے گا۔ وہ عنقریب تیار کر لیا جائے گا۔ ان دونوں وزراء نے دو روزہ باہمی مشورے کے بعد یہ اعلان کیا ہے۔

جب سے کویت آزاد ہوا ہے علی اکبر ولایتی کا کویت کا یہ پہلا دورہ ہے۔ ایران کی خواہش ہے کہ خلیج کے دفاع کے سلسلے میں آئندہ جو کچھ بھی کیا جائے اس میں ایران کو بھی شرکت کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ ایران اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ دیگر ممالک کے لوگ ہمارے دفاع کے سلسلے میں ہمیشہ کام نہیں آسکتے جہاں تک کویتی وزیر خارجہ کا تعلق ہے انہوں نے ولایتی کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی کہ جب دیگر ممالک کے ساتھ دفاع کو منسلک کیا جا رہا ہے وہ اپنے مفاد کو نظر انداز کر کے نہیں کیا جا رہا۔ علی اکبر ولایتی نے زور سے یہ بات کہی کہ ہم اس علاقے کے کسی ملک پر کویت کو اڈا بنا کر کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ گذشتہ دنوں میں ایران اور کویت کے تعلقات ڈرامائی طور پر بہتر ہو گئے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایران نے عراق کے کویت پر حملے کی شدید مذمت کی ہے۔

عبد الرحیم ہاتف افغانستان کے نئے صدر؟

نجیب اللہ کے متعلق تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے لیکن ان کی جگہ ایک غیر کمیونسٹ عبد الرحیم ہاتف نے لے لی ہے۔ کابل کے سرکاری ریڈیو نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ نجیب اللہ کی جگہ ہاتف اب صدارت کے فرائض سرانجام دیں گے اگرچہ مجاہدین کے ایک لیڈر نے کہا ہے کہ ان کا اتحاد جس میں کمانڈر اور فوجی شامل ہیں اس بات کی پوری پوری کوشش کر رہا ہے کہ ہاتف کی جگہ وہ اپنے آدمی کو برسراقتدار لائیں۔ ہاتف چار نائب صدر ان میں سے ایک تھے لیکن نجیب اللہ کی کمیونسٹوں جیسی پارٹی کے کبھی رکن نہیں رہے۔ نہ ہی وہ اس پارٹی کا کبھی ساتھ دینے والوں میں شمار ہوئے۔

سفارتی ذرائع نے کہا ہے کہ اس شخص کا صدر ہو جانا حکومت اور مجاہدین کے درمیان گفت و شنید کو زیادہ آسان کر دے گا۔ اور اس کے نتیجے میں افغانستان میں جنگ کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن حکومت اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ اکثر کے خیال میں اب وہ گفت و شنید کے قابل نہیں ہے۔

برما کے تارکینِ وطن

چین کی سرکاری نیوز ایجنسی نے بتایا ہے کہ ظلم و تشدد کے پیش نظر برما سے دوسرے ممالک میں جانے والے لوگوں کو چین عارضی طور پر مہاجر کا درجہ دے دیگا۔ برما میں حکومت کی فوجوں اور کاچین آزاد فوج کے درمیان لڑائی کے نتیجے میں مایان مار MAYANMAR سے بہت سے لوگ اپنا ملک چھوڑ کر چین چلے گئے ہیں۔ انسانی ہمدردی کی بناء پر چینی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو عارضی طور پر رہائش کی سہولیات مہیا کی جائیں اور ان کے ساتھ مہاجروں جیسا سلوک کیا جائے۔ کاچین کے لوگ برما کی کئی اقلیتوں میں سے ایک اقلیت ہیں۔ جو رنگون کی حکومت سے الگ اپنی حکومت کی تشکیل دینا چاہتے ہیں چین کی وزارت خارجہ نے اس بات کو مسترد کر دیا ہے کہ چین کی سرحدوں پر برما سے آنے والے لوگوں کو روکا جا رہا ہے۔ جاپانی نیوز ایجنسی نے بعض ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایک ہزار چینی فوجی جنہیں ہیلی کاپٹروں کی مدد حاصل تھی ایک ایسے گروپ کے ساتھ لڑنے میں مصروف پائے گئے جو برما کے اندر منشیات لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان میں سے کہا جاتا ہے کہ ۱۲۰ آدمی مارے گئے۔ برما کے یہ لوگ جو اپنا ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد بنگلہ دیش بھی پہنچی ہے چنانچہ بنگلہ دیش نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ ان مہاجرین کی مدد کیلئے بنگلہ دیش کی اعانت کریں۔

کویت میں مقدمہ

کویتی نیوز ایجنسی نے بتایا ہے کہ جن چھ افراد۔ پانچ مرد اور ایک عورت۔ پر عراق کے ساتھ تعاون کرنے کے سلسلے میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ ان کا مقدمہ تھوڑی سی سماعت کے بعد اب اگلے مہینے پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ یہ سماعت جسکا اب اختتام ہوا ہے ان تمام سماعتوں سے زیادہ لمبی تھی جن میں عراقی فوجوں کے ساتھ تعاون کرنے والوں پر مقدمے چلائے جا رہے ہیں۔ عراقی فوجیں سات ماہ تک کویت پر قابض رہیں اور اس دوران جن لوگوں نے ان کے ساتھ تعاون کیا یا جن کے متعلق کویتیوں کو خیال ہے کہ اس دوران ان لوگوں نے عراق کی فوجوں کے ساتھ تعاون کر کے کویت کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان پر اب مقدمات چل رہے ہیں۔ جس عدالت میں یہ مقدمے چل رہے ہیں اس کے سربراہ نے ایک عورت جسکا نام ساہم SAHIM ہے کا بیان سنا۔ اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے عراق کی فوجوں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے کویتی لوگوں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی اور عراق کو یہ اطلاعات پہنچائیں کہ کویتی کس کس طرح عراقی فوجوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ عراق اس کا توڑ کر کے اپنے تسلط کو مضبوط سے مضبوط تر کر سکے۔ ان لوگوں میں کچھ بیرونی لوگ شامل ہیں خاص طور پر فلسطینی اور کچھ کویتی۔

جنوبی افریقہ اور مذہب

خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ جنوبی افریقہ میں جب مخلوط انتخابات ہوں گے یعنی سفید لوگوں کے ساتھ ساتھ سیاہ فام لوگوں کو بھی برابری کے حقوق حاصل ہو جانے کی وجہ سے ایک شخص ایک ووٹ کے ماتحت انتخابات کروائے جائیں گے تو مذہب خاصا کردار ادا کرے گا۔ آج کل مختلف مقامات پر جو سیاسی جلسے ہو رہے ہیں۔ ان میں پارٹیوں کے رہنما اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر عیسائی ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور ان کی کوشش یہ ہے کہ وہ عیسائی تعلیم کو اجاگر کر کے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل کریں بلکہ کہا جاتا ہے کہ ان جلسوں میں اپنے مخالفین پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے لئے بھی حوالے بائبل ہی سے تلاش کر کے پیش کئے جاتے ہیں مقصد یہ ہے کہ اپنے مخالفین کو بائبل کی تعلیم کے خلاف عمل کرنے والے ثابت کیا جائے اور اپنے آپ کو بہتر عیسائی کی صورت میں پیش کیا جائے۔ وہ باتیں جو نیک لوگوں کے سلسلے میں بائبل میں کہی جاتی ہیں وہ اپنی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور جو برے لوگوں کے متعلق باتیں ہیں وہ اپنے مخالفین کے سر تھوپی جاتی ہیں۔ اور اس طرح مذہب

باقی ص۸ پر

بقیہ : صا سے آگے

اور اس پہلو سے انسان جب اپنی ساری زندگی پر نظر ڈالتا ہے تو اس کو اتنے مواقع دکھائی دیں گے کہ جب وہ ہلاک ہو سکتا تھا اور اپنی کمزوریوں اور بدیوں کی وجہ سے ہلاک ہو سکتا تھا اگر خدا اس کی پردہ پوشی نہ کرتا تو ایسے مواقع بھی ہر انسان کی زندگی میں آتے ہیں کہ ایک دفعہ پردے کا چاک ہونا اس کی ہلاکت کا سامان پیدا کر سکتا تھا۔ کچھ بھی اس کا باقی نہ رہتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۱ء)

بقیہ : ص۶ سے آگے

تو یقیناً خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ ان تین اشعار میں جو بات زیادہ واضح طور پر پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے انسان کو عجز اور انکسار اختیار کرنا چاہیئے اور اپنے آپ کو بلاوجہ معزز سمجھنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو زیادہ عالم سمجھنے سے بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کبر و نخوت کا ایک طریق ہے اور جو شخص عیش و عشرت میں پڑا رہے گا اس کے لئے بھی خدا کا قرب ممکن نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ افغان مجاہدین نے کابل میں داخل ہو کر ملک کا انتظام سنبھالنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ کلاشنکوفوں راکٹ لانچروں اور دیگر ہتھیاروں سے مسلح افغان مجاہدین پرامن طریقے سے گذشتہ روز علی الصبح مختلف اطراف سے دارالحکومت کابل میں داخل ہو گئے۔ اور صدارتی محل مختلف وزارتوں کے دفاتر ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی عمارتوں سمیت اہم مقامات پر قبضہ کر لیا۔

○ کابل پر مجاہدین کے جن دھڑوں نے قبضہ کیا ہے ان میں گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کے دھڑے شامل ہیں۔ ہوائی اڈہ اور دیگر عمارتوں پر احمد شاہ مسعود کی فوجوں نے اور وزارت داخلہ پر حکمت یار کی فوجوں نے قبضہ کیا ہے جب کہ صدارتی محل پر دونوں گروپوں کا مشترکہ قبضہ ہے۔ کابل پر قبضہ خلاف توقع بڑی خاموشی سے عمل میں آیا۔ تاہم ہوٹل کانٹی نینٹل کے قریب لڑائی کی اطلاعات ملی ہیں۔ اس کے علاوہ اکا دکا فائرنگ کی بھی اطلاعات ملی ہیں۔

○ افغان مجاہدین کے لیڈر گلبدین حکمت یار نے پشاور میں افغانستان پر حکمرانی کرنے کے لئے ۵۰ رکنی عبوری کونسل کو بین الاقوامی سازش قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دارالحکومت پر قبضہ کر چکے ہیں اور خون خرابہ سے بچنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کابل گیریژن کو ہتھیار ڈالنے کے لئے آخری الٹی میٹم دے دیا ہے۔

○ کابل میں صورت حال دھماکہ خیز ہو گئی ہے۔ اور کسی بھی وقت صورت حال قابو سے باہر ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر پر احمد شاہ مسعود اور حکمت یار دونوں کی افواج نے قبضہ کر لیا ہے احمد شاہ مسعود نے اپنے لشکر کو حکمت یار کے خلاف کارروائی کا حکم دے دیا ہے۔ احمد شاہ مسعود نے الزام لگایا ہے کہ حکمت یار نے نجیب اللہ سے اتحاد کر کے کابل پر قبضہ کیا ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے افغان مجاہدین کے لیڈر گلبدین حکمت یار کو کابل فتح کرنے پر مبارکباد دی ہے۔ قاضی حسین احمد نے یہ پیغام وائرلیس پر دیا ہے۔

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED
FOR GENUIN TOYOTA PARTS
47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD
KARACHI TELE: 7724606-7-9
AL-FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU
ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم۔ اے جناح روڈ کراچی ۳
فون: ۷۷۲۴۶۰۶
۷۷۲۴۶۰۷ - ۷۷۲۴۶۰۹

○ افغانستان کے مستقبل کے نامزد صدر پروفیسر برہان الدین ربانی نے کابل پر قبضہ کے ضمن میں حکمت یار کے اقدام کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور جوابی کارروائی کا امکان ظاہر کیا ہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ عبوری کمیشن کابل ضرور جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جب فوجیں ہتھیار ڈال رہی تھیں تو حملہ بے جواز تھا اس سے دشمنوں کے مفادات کی تکمیل ہو گی۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ افغانستان کے مسئلہ کا حل پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کامیابی ہے۔ مجاہد تنظیموں میں معاہدے کے ساتھ ہی افغان مسئلہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ یوم تشکر ہے اب افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہو گی۔

○ بلوچستان میں زلزلہ آنے سے سینکڑوں مکان ملبے کا ڈھیر بن گئے ہیں۔ ضلع خضدار کی تحصیل لغل کے متعدد دیہات شدید زلزلے کا نشانہ بنے ہیں۔ ہزاروں قبائلی بے گھر ہو گئے ہیں۔ جمعہ کی سہ پہر کو آنے والے اس زلزلے کے جھٹکے ہفتہ کے روز تک محسوس ہوتے رہے۔

○ کیٹی جتوئی (سندھ)، کے گھنے جنگلوں میں خونریز لڑائی کے نتیجے میں مشہور ڈاکو لائق چانڈیو سمیت ۵ ڈاکو مارے گئے۔ ایک اور ڈاکو صالح کھوسو نے لائق چانڈیو کے دو ساتھیوں کو ہلاک اور ۶ کو یرغمال بنا لیا۔ لائق چانڈیو کی زندہ یا مردہ گرفتاری پر ۱۵ لاکھ روپے کا انعام مقرر تھا۔

○ پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو اب صنعتیں خریدنے تجارتی مراکز قائم کرنے یا کسی اور مقصد کے لئے زمینیں خریدنے اور اسے اپنے نام سے رجسٹری کروانے کی اب کوئی پابندی باقی نہیں رہی۔ اسی طرح غیر ملکی سرمایہ کاروں کی طرف سے لائے جانے والے زرمبادلہ اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کو زرمبادلہ کی صورت میں دوبارہ واپس لے جانے کے لئے اب کسی اجازت نامے کی ضرورت نہیں۔ حکومت نے غیر ملکی اور ملکی سرمایہ کاروں کے لئے تمام سہولتیں یکساں کر دی ہیں۔ وزیر اعظم نے یہ بات ساہیوال میں پائینر سیڈ پلانٹ کا افتتاح کرتے ہوئے اپنے خطاب میں کہی۔

○ صدر پاکستان نے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل مسٹر بطرس غالی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ کشمیر میں بھارتی ظلم وستم رکوائیں انہوں نے سیکریٹری جنرل سے اپنی ملاقات میں مسئلہ کشمیر کا تفصیلی ذکر کیا اور اس میں مداخلت کے لئے عالمی اداروں کو اپنا کردار ادا کرنے کے لئے کہا۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ پاکستان میں ۸۰ ہزار کلومیٹر لمبی موٹرویز تعمیر کی جائیں گی۔

○ برما میں دو سال قبل الیکشن جیتنے والی عوامی رہنما مادام کھوئی کو دو سال کے بعد پہلی بار اپنے اہل خانہ سے ملاقات کی اجازت دی گئی ہے۔ انکو اسیری کے دوران امن کا نوبل انعام بھی دیا گیا تھا۔ حکومت نے حزب اختلاف کے کئی رہنماؤں کو رہا کر دیا ہے۔

بقیہ: ص۷ سے آگے

اور سیاست کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض لوگ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ اگر یہ رویہ جاری رہا تو ہو سکتا ہے کہ وہاں عیسائی مذہب کی حکومت ہو جائے اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کا جینا حرام کر دیا جائے۔

اعلان گمشدگی

موٹر سائیکل نمبر ۲۲۳/۸ FDM کے کاغذات فیکٹری ایریا سے دارالنصر غربی آتے ہوئے ریلوے لائن اور کالج روڈ پر کہیں گر گئے ہیں۔ جن صاحب کو ملیں براہ مہربانی دفتر الفضل میں پہنچا دیں۔

ڈیلر ــــ پاک فین
رشید الیکٹرک سٹور
ریلوے روڈ۔ ربوہ
ہمارے ہاں سامان وائرنگ، ٹیوب لائیٹ برقی مدھانی، واشنگ مشین، پنکھا موٹر
دستیاب ہیں